جب پارلیمنٹ نے قادیانیوں کو کافر قرار دیا

محمد طاہر عبدالرزاق

7 ستمبر --- جب پارلیمنٹ نے قادیانیوں کو کافر قرار دیا

تحریر : محمد طاہر رزاق

یہ 7 ستمبر 1974ء ہے۔ قادیانی مسئلہ کے بارے میں پاکستان کی قومی اسمبلی کا اجلاس ہو رہا ہے۔ اسمبلی کی عمارت کو پولیس اور فوج نے گھیر رکھا ہے۔ سڑکوں پر بھی پولیس اور فوج گشت کر رہی ہے۔ ہزاروں مجاہدین ختم نبوت اسمبلی کے باہر شعلہ جوالہ بنے کھڑے ہیں۔ ان کے کان کسی خبر کے منتظر ہیں۔ ان کی آنکھیں کچھ تلاش کر رہی ہیں۔ سانحہ ربوہ، جہاں نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلباء کو ربوہ ریلوے سٹیشن پر ان کی بوگی کے دروازے اور کھڑکیاں توڑ کر ہزاروں قادیانیوں نے لاٹھیوں، کلہاڑیوں، آہنی مکوں اور پتھروں سے اس بری طرح مارا کہ وہ زخموں سے چُور اور لہولہان ہو گئے۔ طلباء کے کپڑے پھاڑ دیے گئے اور انہیں ربوہ ریلوے اسٹیشن پر جانوروں کی طرح گھسیٹا گیا۔ اس سفاکانہ تشدد سے کئی طلباء بے ہوش ہو گئے لیکن ظالم قادیانیوں کو ترس نہ آیا۔ ان قادیانی غنڈوں کی قیادت موجودہ قادیانی سربراہ مرزا طاہر کر رہا تھا۔ ان طلباء کا قصور یہ تھا کہ جب ان کی گاڑی ربوہ اسٹیشن پر پہنچی تو قادیانیوں نے حسب معمول اپنا ارتدادی تبلیغی لٹریچر طلباء کی بوگی میں تقسیم کیا تو طلباء نے اس کے جواب میں ختم نبوت زندہ باد کے نعرے بلند کیے۔ قادیانیوں کے اس ظلم و بربریت پر ملت اسلامیہ تڑپ اٹھی اور قادیانیوں کے خلاف ایک زبردست تحریک اٹھ کھڑی ہوئی۔ تحریک گاؤں گاؤں، قصبہ قصبہ، شہر شہر اور پھر ملک بھر میں پھیل گئی۔ عظیم الشان جلسے اور کانفرنسیں ہوئیں۔ میلوں لمبے جلوس نکلے، ملک گیر تاریخی ہڑتالیں ہوئیں۔ اب مسئلہ قومی اسمبلی میں پہنچ چکا ہے اور پوری قومی اسمبلی کو ایک خصوصی کمیٹی کا درجہ دے دیا گیا ہے جس کا آج آخری اجلاس ہے اور آج ہی فیصلہ بھی ہونا ہے۔۔۔ ابھی تک تحریک میں تیس مسلمان جامِ شہادت نوش کر چکے ہیں اور

ہزاروں حوالۂ زنداں ہو چکے ہیں۔

قومی اسمبلی کا تاریخی اجلاس جاری ہے۔ مجاہدین ختم نبوت اور اکابرین تحریک تحفظ ختم نبوت اسمبلی سے نکلنے والی آواز کے منتظر ہیں۔ اسلام آباد میں شدید گرمی اور حبس ہے۔ تقریباً ساڑھے تین بجے نیلگوں آسمان پر بادل کا ایک سفید براق ٹکڑا بڑی شان سے چلتا ہوا قومی اسمبلی کی عمارت پر سے گزرتا ہے اور وہ مجاہدین ختم نبوت پر ٹھنڈے پانی کے قطرات برساتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی موسم میں ایک خوشگوار سی مہک پھیل جاتی ہے۔ عاشقانِ رسول ﷺ پکار اٹھتے ہیں کہ فتح کی نوید مسرت آگئی۔ اس واقعہ کو تھوڑی ہی دیر بیتی تھی... گھڑی کی سوئیاں چار بجکر پینتیس منٹ پر پہنچی تھیں کہ اسمبلی سے نعرۂ تکبیر کی آوازیں بلند ہوئیں۔ اسمبلی "تاجدار ختم نبوت... زندہ باد" --- "تاج و تخت ختم نبوت... زندہ باد" کے نعروں سے گونج اٹھی۔ چار بجکر پینتیس منٹ کے تاریخ ساز وقت پر قادیانیوں کو کافر قرار دے دیا گیا۔ اسلام آباد اور راولپنڈی نعروں سے گونج اٹھے۔ دوسرے شہروں اور بیرونی ممالک میں ٹیلی فون پر اطلاعات ہونے لگیں۔ پورے پاکستان میں ایک جشن کا سماں ہو گیا۔ مساجد میں اعلان ہو رہے ہیں۔ لوگ سجدوں میں گرے ہوئے ہیں۔ مٹھائیاں تقسیم ہو رہی ہیں۔ مبارک بادیں دی جا رہی ہیں۔ محمد عربی ﷺ کے دیوانے خوشی سے رو رہے ہیں۔

مسلمانو! آج انہیں کافر قرار دے دیا گیا۔ جو قرآن و حدیث کی رُو سے پہلے ہی کافر تھے۔ آج پاکستان کی پارلیمنٹ نے بھی انہیں کافر قرار دے دیا۔ ہندوستان کے غیور مسلمانوں نے آزادی کی طویل جنگ لڑ کر جعلی نبوت کے موجد انگریز کو ہندوستان سے نکالا اور آج اُس کی جعلی نبوت کا ٹاٹ لپیٹ کر اُس کی جھولی میں جا پھینکا۔ آج انہیں کافر قرار دے دیا گیا جنہیں حکیم الامت حضرت علامہ اقبالؒ نے اسلام اور وطن کا غدار کہا تھا اور سب سے پہلے حضرت علامہ نے ہی انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا تھا۔ آج انہیں کافر قرار دیا گیا جنہوں نے تاج و تخت ختم نبوت پر ڈاکہ زنی کی تھی، جنہوں نے خلافت عثمانیہ کی تباہی پر قادیان میں چراغاں کیا تھا، جنہوں نے سقوط ڈھاکہ پر بھنگڑا ڈالا تھا، جنہوں نے قرآن و حدیث میں تحریف و تبدل کے طوفان اٹھائے تھے، جنہوں نے ہندوستان میں شتم رسول کی تحریکوں کو جنم دیا تھا، جنہوں نے اسلام اور مسلمانوں کے سب سے بڑے دشمن اسرائیل کی فوج میں اپنے نوجوانوں کو بھرتی کرایا۔

آج مجاہدین ختم نبوت کو اس خوشی کے موقع پر حضرت پیر مہر علی شاہ، حضرت علامہ انور شاہ کشمیری، حضرت علامہ اقبال، سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا محمد علی مونگیری، پیر جماعت علی شاہ، مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا ظفر علی خان، علامہ ابوالحسنات، مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری، قاضی احسان احمد شجاع آبادی، مولانا محمد علی جالندھری، پروفیسر الیاس برنی اور دیگر اکابرین تحفظ ختم نبوت بڑی شدت سے یاد آرہے تھے، جنہوں نے اپنی زندگیاں تحفظ ختم نبوت پہ نچھاور کردی تھیں۔ جن کے قلم و زبان کی تمام صلاحیتیں حضرت خاتم النبیین ﷺ کی ختم نبوت کے تحفظ کے لیے وقف تھیں۔ آج فتح و کامرانی کے اس عظیم موقع پر وہ عظیم ہستیاں موجود تو نہیں تھیں لیکن ملت اسلامیہ کو یہ دن انہی کی جدوجہد اور قربانیوں کی وجہ سے نصیب ہوا۔ یہ دن انعام تھا سرور کائنات ﷺ کے ان غیور غلاموں کی محنتوں کا، جو انگریزی دور میں تمام رکاوٹوں کو توڑتے ہوئے قادیان میں ختم نبوت کانفرنسیں منعقد کرتے اور جھوٹی نبوت کو خائب و خاسر کرتے۔ یہ دن ثمرہ تھا 1953ء کے ان دس ہزار شہدائے کرام کی جانثاریوں کا، جنہوں نے وقت کے ظالم حکمرانوں کے سامنے کلمۂ حق بلند کیا اور تاج ختم نبوت کو اپنی دس ہزار جانوں کی سلامی پیش کی۔

قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر قادیانیوں کی دونوں شاخوں "ربوی قادیانی" اور "لاہوری قادیانی" کو کافر قرار دے دیا۔ دونوں جماعتوں کے سربراہوں "مرزا ناصر" اور "صدرالدین" کو صفائی کا بھرپور موقع دیا گیا۔ اٹارنی جنرل یحییٰ بختیار، علمائے کرام اور دیگر ممبران نے مرزا ناصر کی جو درگت بنائی، جو ننگی کا ناچ نچوایا، جو علمی محاسبہ کیا، جو ذہنی ورزش کرائی، وہ سادہ لوح قادیانیوں کے لیے سرمۂ چشم کشا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے یہ تمام رُوداد "پارلیمنٹ میں قادیانی شکست" کے نام سے شائع کردی ہے۔ ہر قادیانی کو چاہیے کہ وہ خالی الذہن ہو کر اس کا مطالعہ کرے اور پھر سوچے کہ وہ کہاں کھڑا ہے؟

پارلیمنٹ کے اس تاریخ ساز فیصلے کو قادیانیوں نے آج تک تسلیم نہیں کیا بلکہ اس کے بعد انہوں نے کمال ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے خود کو اصلی مسلمان اور مسلمانوں کو سرکاری مسلمان کہنا شروع کردیا۔ قومی اسمبلی کے معزز اراکین، جن میں مولانا مفتی محمود، مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک، مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری، مولانا ظفر احمد انصاری، محمود اعظم فاروقی، مولانا صدرالشہید، مولانا نعمت اللہ، مولانا غلام غوث ہزاروی، مولانا عبدالحکیم، نواب زادہ محمد

ڈاکٹر قریشی، حاجی علی احمد تالپور، مولانا شاہ احمد نورانی اور پروفیسر غفور احمد ایسے علماء اور دانشور شامل تھے، کے متعلق مندرجہ ذیل ہرزہ سرائی کی:

"یہ سب شرابی، زانی، منشیات کے اسمگلر، مرتشی، بد عنوان، غاصب، جابر، متشدد المزاج، لاف زن، شیخی خورے، سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیتوں سے عاری، آزادانہ جنسی تعلقات کے عادی، بدکردار، بڑی بے شرمی اور بے حیائی سے شادیاں رچا کر پھر ان عورتوں کو بازارِ حُسن کی زینت بنا دینے والے، پرمٹ، لائسنس اور ویزا فروش، بحری قزاق، مجرمانہ ذہنیتوں کے حامل، رسہ گیر، قاتل اور قاتلوں کے پشت پناہ، قوم کی بیٹیوں پر برملا دست درازیاں کرنے والے، ناجائز درآمد و برآمد میں ملوث اور کسٹم ڈیوٹی میں ہیرا پھیری کے ذریعہ خزانہ عامرہ کو نقصان پہنچانے والے، بھٹو دور کے وہ مفتیانِ دین و شرع متین ہیں جنہوں نے ستمبر 74ء میں بھٹو کے اقتدار کو دوام بخشنے کی غرض سے احمدیوں کو بزورِ سیاست دو اغراض کے لیے "نان مسلم" قرار دیا تھا۔"

(پندرہ روزہ قادیانی جریدہ "لاہور" 11 فروری 1979ء از قلم ایڈیٹر ثاقب زیروی قادیانی)

مزید زہر افشانی کرتے ہوئے کہا کہ

"قومی اسمبلی کی ہیئت ترکیبی سراسر ناموزوں اور خلاف ضابطہ شرع متین تھی اور اس نے آئین میں متذکرہ ترمیم کرنے میں بے اعتدالی سے کام لیا۔۔۔ غرضیکہ ایک طرف ختم نبوت کا اہم ترین دینی مسئلہ اور دوسری طرف تعیش پسند چھوکرے، جن کی شکلیں دیکھ کر گھن آتی ہے۔ ان کے ہاتھوں میں یہ مسئلہ دے دینا ایسا ہی تھا جیسے کسی بوڑھے بزرگ کی ڈاڑھی شریر بچوں کے ہاتھوں میں آ جائے۔ نتیجہ معلوم! پھر اس ڈاڑھی کا جو حشر ہو سکتا ہے ہر شخص اندازہ کر سکتا ہے۔"

(ماسٹر امیر عالم قادیانی کا مقالہ بعنوان "جدید آئینی ترامیم" قادیانی جریدہ پندرہ روزہ "لاہور" 25 نومبر 1974ء)

قادیانی آج بھی ملکی قانون کو اپنے جوتے کی نوک پہ رکھتے ہیں اور قانون شکنی کو اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ آج بھی مرزا قادیانی ملعون کی غلیظ تصنیفات، قادیانی اخبارات، جرائد،

رسائل اور دیگر لٹریچر پاکستان میں شائع ہو رہا ہے۔ اسلامی شعائر کو مسخ کیا جا رہا ہے۔ مرزا قادیانی کو اللہ کا نبی اور رسول، اس کی الفاظ کو وحی، اس کی خرافات کو احادیث، اس کی بیوی کو ام المومنین، اس کے ساتھیوں کو صحابہ، اس کے خاندان کو اہل بیت، اور اس کے شہر قادیان کو مکہ اور مدینہ کہا جا رہا ہے۔ 1974ء کے پارلیمنٹ کے فیصلہ کے بعد جنرل محمد ضیاء الحق نے امتناع قادیانیت آرڈیننس 1984ء بھی جاری کیا۔ لیکن قادیانی کسی قانون کو نہیں مانتے۔ آئین کی پروا نہیں کرتے۔ اس صورت میں حکومت کا فرض بنتا ہے کہ وہ آئین اور قانون سے بغاوت کے جرم میں قادیانی جماعت پر پابندی عائد کرے۔ اس کے تمام اثاثوں کو بحق سرکار ضبط کرے۔ ان کی عبادت گاہوں کو سیل کرے اور قادیانیوں کو آئین سے بغاوت کے جرم میں حوالۂ زنداں کرے۔

یہ ملک جناب محمد عربی ﷺ کے غلاموں نے بنایا ہے۔ اس ملک کی رجسٹری آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے نام ہے۔ اس لیے اس ملک میں کسی گستاخ رسول، کسی باغی ختم نبوت اور کسی جھوٹے نبی کے لیے کوئی جگہ نہیں۔

مہمان رسول ﷺ ...... دعوت خدا ...... مولانا خلیل احمد قادری مجاہد اسلام مولانا ابو الحسنات سید محمد احمد قادریؒ کے فرزند ارجمند ہیں۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں آپ نے جو مجاہدانہ کردار ادا کیا اس سے مجاہدین جنگ یمامہ کی یاد تازہ ہو گئی۔ وفائے محبوبؐ کے جرم میں آپ کو سزائے موت دی گئی جب یہ خبر آپ کے والد گرامی تک پہنچی جو کراچی جیل میں سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور دیگر علماء کے ساتھ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے تھے تو بہادر بیٹے کے بہادر باپ نے فوراً سجدہ میں سر رکھ دیا اور فرمایا...... "میرے اللہ! ناموس رسالتؐ پر ایک خلیل تو کیا میرے ہزاروں فرزند بھی ہوں تو اسوۂ شبیری پر عمل کرتے ہوئے سب کو قربان کر دوں"۔

مولانا خلیل احمد قادری فرماتے ہیں کہ دوران قید اندھیری کوٹھڑی میں میرے سامنے زہریلا سانپ چھوڑا گیا۔ نماز پڑھنے سے روکا گیا۔ سارا سارا دن کھڑا رکھا گیا۔ کئی کئی دن کھانا نہ دیا گیا۔ دوران تفتیش گالیوں سے نوازا گیا۔ بھوک اور پیاس کی شدت سے میرے سینے سے درد اٹھا اسی لمحہ میں خیال آیا کہ یہاں بھوکا مر رہا ہوں گھر میں ہوتا تو اپنی پسند کے کھانے کھاتا لیکن دوسرے ہی لمحے ضمیر نے ملامت کی اور صحابہ کرامؓ کی قربانیوں کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آ گیا۔ میں نے سربسجود ہو کر توبہ کی لیکن خدا کی قدرت دیکھئے کہ اندھیرے میں ایک ہاتھ آگے بڑھا اور آواز آئی۔ "شاہ جی یہ لے لو" ...... ایک لفافہ مجھے دیا گیا جس میں کچھ پھل اور مٹھائی تھی میں حیران رہ گیا کہ اتنے سخت پہروں کے باوجود یہ سب کچھ مجھ تک کیسے پہنچ گیا لیکن میرے دل کو یہ یقین ہو گیا کہ یہ بھی دعوت جناب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ میں ملی ہے۔ وہ پھل اور مٹھائی تین روز تک میں استعمال کرتا رہا"۔